

ذمہ داری کا دائرہ کار

سکون اور اطمینان کا احساس تب ہوتا ہے جب آپ غیر ضروری ذمہ داریوں سے آزاد ہو جاتے ہیں۔ آپ کا کام کسی کو بدلنا یا سدھارنا نہیں، بلکہ ہر ملاقات اور ہر بات میں سچ، عقل، صبر اور سچائی قائم رکھنا ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے فیصلے میں آزاد ہیں۔ جب آپ اپنی نیت اور وفاداری کی سچائی کو لوگوں کے رویوں کی ترازو میں تولنا چھوڑ دیں گے، تبھی آپ کھل کر محبت کر پائیں گے، سچے دل سے خدمت کر سکیں گے، اور ایسے بوجھ اتار پھینکیں گے جو کبھی آپ کے اٹھانے کے لیے تھے ہی نہیں۔

ہمارے الگ ہونے کے بعد بھی وہ گفتگو طویل عرصے تک میرے ذہن میں رہی۔ میں نظریاتی طور پر اس بات کو سمجھ چکا تھا کہ میرا کام کسی پر زبردستی کرنا نہیں بلکہ اس کے دل میں جگہ بنا کر ترغیب دلانا ہے۔ اس حقیقت کے ادراک میں ایک عجیب سا سکون تھا، لیکن پھر بھی ایک سوال بار بار میرے ذہن میں آتا رہا۔ اگر میں کسی دوسرے شخص کو بدلنے کا ذمہ دار نہیں ہوں، تو پھر آخر میں کس چیز کا ذمہ دار ہوں؟

"اگر میں کسی دوسرے کی اصلاح کا ذمہ دار نہیں، تو پھر میرے دائرہ کار میں کیا آتا ہے؟" ہماری اگلی نشست میں، میں نے انہی الفاظ میں ان سے استفسار کیا۔

انہوں نے فوراً جواب نہیں دیا۔ اس کے بجائے پوچھا "جب آپ کسی ایسے شخص سے بات کرتے ہیں جس کی آپ پروا کرتے ہیں، تو آپ کے نزدیک آپ کا حقیقی فرض کیا ہوتا ہے؟"

میں نے عام سی باتیں گنونا شروع کر دیں۔ "سچا ہونا۔"

انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔

"نرم مزاج ہونا۔"

انہوں نے ایک بار پھر سر ہلایا۔

"بات کو واضح انداز میں سمجھانا۔"

"بہت خوب۔"

"صبر و تحمل سے کام لینا۔"

انہوں نے دوبارہ اثبات میں سر ہلایا۔

جیسے جیسے میں سوچتا گیا، مجھے ایک بات کا احساس ہوا۔ جن جن باتوں کا میں نے ذکر کیا تھا، وہ تمام تر میرے اپنے افعال اور رویے تھے۔ ان میں سے کوئی بھی بات دوسرے شخص کے ردِ عمل کو ظاہر نہیں کرتی تھی۔

ایسا لگا جیسے انہیں اس بات پر خوشی ہوئی ہو کہ میں نے یہ باریکی محسوس کر لی ہے۔ انہوں نے دھیمے لہجے میں کہا، "آپ کی ذمہ داری ہمیشہ صرف آپ کے اپنے کردار اور عمل تک محدود ہوتی ہے۔"

اس جملے کی سادگی کے سچھے یہ حقیقت چھپی ہوئی تھی کہ میں کتنی آسانی سے اس بنیادی بات کو بھول چکا تھا۔

"تو چاہے وہ میری بات سنیں یا نہ سنیں..."

"...یہ آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔"

"چاہے وہ متفق ہوں یا نہ ہوں..."

"...یہ بھی آپ کا کام نہیں ہے۔"

"چاہے وہ بدلیں یا نہ بدلیں..."

انہوں نے مسکرا کر کہا، "...یہ تو بالکل بھی آپ کی ذمہ داری نہیں ہے۔"

میں خاموش بیٹھا اس اصلاح شدہ فہم کو ذہن نشین کر رہا تھا۔ سا لہا سال سے میں نے اپنی ذمہ داری کے احساس کو اپنے دائرہ کار سے بہت آگے پھیلا دیا تھا۔ جب بھی کوئی میری اچھی نصیحت کو نظر انداز کرتا، تو میں لاشعوری طور پر یہی محسوس کرتا کہ شاید میں نے اسے صحیح طرح سے نہیں سمجھایا۔ جب بھی وہ وہی غلطی دہرا دیتے، تو میں سوچتا کہ مجھے مزید مؤثر انداز میں بات کرنی چاہیے۔ مجھے کبھی یہ خیال ہی نہیں آیا تھا کہ میں اپنے دائرہ کار سے باہر نکل رہا ہوں۔

انہوں نے اپنی انگلی سے میز پر ایک فرضی لکیر کھینچی۔ "اس طرف،" انہوں نے کہا، "وہ سب کچھ ہے جو آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔" میں ان کی بات سننے کے لیے منتظر رہا۔

"آپ کی نیت۔ آپ کا خلوص۔ آپ کی حکمت۔ آپ کے الفاظ۔ آپ کا صبر۔ آپ کا کردار۔"

پھر انہوں نے اپنی انگلی کو دوسری طرف کر دیا۔ "اور یہاں سے..." انہوں نے ایک لمحے کے لیے وقفہ لیا، اور پھر کہا، "...کسی دوسرے شخص کی آزادی شروع ہوتی ہے۔"

یہ منظر میرے ذہن میں نقش ہو گیا۔ یہ ایک اتنی سادہ اور واضح حد تھی، پھر بھی میں نے نہ جانے کتنی بار غیر محسوس طریقے سے اسے پار کیا تھا۔

پھر انہوں نے ایک ذاتی بات شیئر کی۔ "ایک وقت تھا،" انہوں نے کہا، "جب میں اپنے ایک قریبی دوست پر کچھ زیادہ ہی برہم ہو گیا۔"

اس بات نے مجھے حیران کر دیا۔

"میں نے ان سے ایک ایسے فیصلے کے بارے میں کئی بار بات کی تھی جو انہیں نقصان پہنچا رہا تھا۔ میں نے اپنی تشویش کی وجوہات انتہائی احتیاط سے سمجھائیں۔ ان کا موقف بھی غور سے سنا۔ ان کے لیے دعا بھی کی۔ لیکن کچھ بھی نہ بدلا۔"

"پھر کیا ہوا؟"

"ایک دن انہوں نے وہی غلطی دوبارہ دہرائی، اور مجھے شدید غصہ آگیا۔" انہوں نے بات جاری رکھنے سے پہلے ایک لمحے کے لیے نیچے دیکھا۔ "مجھے غصہ اس بات پر نہیں آیا تھا کہ انہوں نے ایک اور غلطی کی تھی۔" انہوں نے کچھ دیر رک کر کہا، "مجھے غصہ اس لیے آیا تھا کیونکہ میں لاشعوری طور پر یہ توقع لگا بیٹھا تھا کہ میرے الفاظ سے لازماً کوئی تبدیلی آنی چاہیے۔"

میں نے اس احساس کو فوری طور پر پہچان لیا۔ صورتِ حال وہ نہیں تھی، لیکن توقع وہی تھی۔ میں نے بھی کتنی بار بالکل یہی کام کیا تھا؟ میں نے مخلصانہ کوشش کو نتائج کی ضمانت سمجھنے کی غلطی کی تھی۔

انہوں نے میری طرف دیکھا اور ایک ایسی بات کہی جو مجھے اب تک یاد ہے: "صرف اس لیے کہ کسی دوسرے شخص کی مزاحمت بڑھ رہی ہے، آپ کی ذمہ داری نہیں بڑھ جاتی۔"

اس جملے نے میری ایک ایسی عادت کو بے نقاب کر دیا جس پر میں نے کبھی سوال نہیں اٹھایا تھا۔ جب بھی کوئی شخص میری بات کا مثبت ردِ عمل نہ دیتا، تو میں یہی فرض کر لیتا کہ مجھے مزید کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ دوبارہ سمجھانا۔ دوبارہ قائل کرنا۔ تھوڑا اور دباؤ ڈالنا۔ جیسے کسی دوسرے شخص کی ہچکچاہٹ خود بخود میرے فرض میں اضافہ کر دیتی ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ میری ذمہ داری وہی رہتی ہے جو ہمیشہ سے تھی: خلوص، حکمت اور احترام کے ساتھ عمل کرنا۔ نہ اس سے کم، اور نہ ہی اس سے زیادہ۔

"لیکن کیا یہ مشکل نہیں ہے؟" میں نے پوچھا۔ "تناج کی ذمہ داری اپنے سر لیے بغیر کوئی کسی سے اتنی گہری ہمدردی کیسے کر سکتا ہے؟"

وہ مسکرا دیے۔ "آپ ہمدردی کرنا جاری رکھیں۔"

میں انتظار کرتا رہا۔ میں جانتا تھا کہ آگے کچھ اور بھی آنے والا ہے۔

پھر انہوں نے کہا، "آپ بس وہ بوجھ اٹھانا چھوڑ دیں جو کبھی آپ کا تھا ہی نہیں۔"

اس باریک فرق میں ایک غیر معمولی آزادی چھپی ہوئی تھی۔ وہ مجھ سے بے حس یا تعلق ختم کرنے کو نہیں کہہ رہے تھے۔ وہ مجھے مشورہ دینے، حوصلہ افزائی کرنے یا سہارا دینے سے نہیں روک رہے تھے۔ وہ بس مجھ سے یہ کہہ رہے تھے کہ میں اپنی کوششوں اور خلوص کو کسی دوسرے شخص کے ردِ عمل سے ناپنا ترک کر دوں۔

جب میں نے اپنی زندگی کی بے شمار گفتگوؤں پر غور کیا، تو مجھے احساس ہوا کہ میں نے کتنی بار خود کو ان نتائج کے ذریعے پرکھا تھا جو کبھی میرے اختیار میں تھے ہی نہیں۔ اگر انہوں نے بات مان لی، تو میں نے خود کو کامیاب سمجھا؛ اگر انہوں نے نظر انداز کر دیا، تو میں نے خود کو ناکام محسوس کیا۔ دونوں فیصلے ایک ہی غلطی پر مبنی تھے۔ میں نے کسی دوسرے شخص کے انتخاب کو اپنی ذمہ داری کا معیار بننے دیا تھا۔

اب وہ حد بہت ہی واضح معلوم ہو رہی تھی۔ میرا کام سچ بولنا، غور سے سننا، اپنے الفاظ کا انتخاب حکمت سے کرنا، باادب رہنا، صبر سے کام لینا اور دعا کرنا ہے۔ اس سے آگے، کسی دوسرے شخص کا سفر ان کا اپنا ہے۔

بات ختم کرتے کرتے انہوں نے میرے دل پر ایک آخری بات کا نقش چھوڑا: "یہ حد جتنی زیادہ واضح ہوتی جائے گی،" انہوں نے کہا، "آپ اتنے ہی اطمینانِ قلب کے ساتھ انسانوں سے محبت کرنے کے قابل ہوں گے۔"

میں اس وقت اس جملے کو پوری طرح نہیں سمجھ پایا تھا، لیکن میں جانتا تھا کہ ایک اور سوال ذہن میں جنم لینا شروع ہو چکا تھا۔ اگر میری ذمہ داری مخلصانہ کوشش کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے...

اور انسان تب کیا کرے جب اتنی محنت کے بعد بھی لگے کہ حاصل کچھ بھی نہیں ہوا؟